صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

بلله الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدّدِ الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدّس سرہٗ

دفتر دوم — حصہ اوّل

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمّد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

ناشر:-
مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ۔ کراچی

طبع اول ـــــ آفسٹ ایڈیشن ـــــ ۱۹۷۲ء

طابع و ناشر ـــــ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مطبع ـــــ مشہور آفسٹ پریس کراچی

کاتب ـــــ حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی غوثیہ کالونی لاہور

تعداد ـــــ دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت ـــــ

ملنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ بندر روڈ کراچی (پاکستان)

جیسا کہ ممکنات کے مناسب ہے ۔ بلکہ صفات کے وجودات ظلیہ کے مناسب ہے ۔

اور اس معرفت کے مناسب ہے ۔ وہ بات جو ارباب معقول نے کہی ہے ۔ اور کلیت اور جزئیت ماہیت کو وجود ذہنی کی خصوصیت کے اعتبار سے عارض ہوتی ہے ۔ لہٰذا وجود خارجی کی حالت میں ماہیت کو ان دونوں کے ساتھ موصوف نہیں کیا جا سکتا ۔ پس زید جو خارج میں مثلاً تعقل سے پہلے موجود ہے ۔ جزئی نہیں ہے ۔ جس طرح وہ کلی بھی نہیں ہے ۔ بلکہ جزئیت اُسے وجود ذہنی تعلق کے بعد عارض ہوئی ہے بلکہ ہم کہتے ہیں ۔ کہ تمام نسبتیں ، اضافتیں احکام اور اعتبارات جو اس کی بلند ذات پر محمول ہوتے ہیں جیسے اُلوہیت ، ربوبیت ، اوّلیت ، اور آخریت یعنی وہ تمام چیزیں جو آٹھ موجود صفات کے علاوہ ہیں ۔ وہ اس ذات سبحانہٗ پر تصور اور تعقل کے اعتبار سے صادق آتی ہیں ۔ ورنہ ذات من حیث ذات کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ۔ اور نہ کسی اسم کے ساتھ موسوم ہے ۔ اور نہ کسی حکم کی محکوم ہے ۔ پس صاحب شرع نے اس کی ذات پر جن اسماء اور احکام کا اطلاق کیا ہے ۔ وہ تناسب اور تشابہ کے اعتبار سے ہے ۔ تاکہ مخلوق کے افہام کے قریب ہو جائے ۔ اور ان کی عقل کے مطابق ان کے ساتھ گفتگو ہو ۔ جس طرح زید کے لئے جو خارج میں موجود ہے ۔ بغیر ذہن میں وجود ملاحظہ کرنے کے بیشک وہ تشخیص اور تنکیر کے لحاظ سے جزئی ہے ۔ اور ان کا زید کے لئے جزئیت کا حکم کرنا ان کے علم کے ساتھ جہت مناسب اور جہت مشابہ ہے ۔ کہ وہ کلی نہیں ہے ۔ تو اسی طرح غنی اور بلند ذات پر وجوب کا حکم کرنا ۔ امکان اور امتناع سے جہت اولیٰ اور مناسب ہے ۔ ورنہ اس کی جناب قدس کی طرف نہ وجوب پہنچ سکتا ہے اور نہ وجود ۔ جس طرح کہ اس کی بلند اور منزّہ ذات کے لئے امکان اور امتناع بھی لائق نہیں اس شریف اور پاک معرفت کو سمجھئے ۔

کیونکہ اس کی بلند اور پاکیزہ ذات وصفات کے علم کا خلاصہ ہے ۔ اور عظیم اور بڑے لوگوں میں سے کسی نے بھی یہ باتیں بیان نہیں کیں ۔ اس معرفت کے ساتھ اللہ سبحانہٗ نے اسی بندے کو برگزیدہ فرمایا ہے ۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

مکتوب نمبر ۴

سیادت مآب میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا

اس بیان میں کہ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین، جسے بعض صوفیہ نے بیان کیا ہے۔ یہ تینوں اقسام فی الحقیقت علم الیقین کے تین اجزاء کے دو جزو ہیں۔ اور علم الیقین کا ایک جزو ابھی تک باقی ہے۔ تو عین الیقین اور حق الیقین تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔ اور اس امر کا بیان کہ ان علوم

۱۷۸ اس جزو سال کا مقصد ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

مدت ہوئی ہے۔ کہ آپ نے اپنے حالات خیر مآل سے مطلع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالے سے تمہاری سلامتی اور استقامت کی دعا ہے۔

یہ بات جان لیں۔ کہ علم الیقین علامات قدرت کے مشاہدہ سے عبارت ہے۔ جن سے یقین علمی کا فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ شہود فی الحقیقت استدلال ہے اثر سے مؤثر کی طرف۔ پس آفاق و انفس کے آئینوں میں جو کچھ بھی تجلیات اور ظہورات دکھائی دیتے ہیں۔ سب اثر سے مؤثر کی طرف استدلال کے قبیلہ سے ہیں۔ اگرچہ ان تجلیات کا تجلیات ذاتیہ نام رکھ لیں۔ اور ان ظہورات کو بے کیف کہیں۔ اس لئے کہ شے کا عکس آئینہ میں ظہور، اس شے کے آثار میں سے کسی اثر کا ظہور ہے۔ نہ کہ عین اس شے کا حصول۔ اس لئے پوری کی پوری سیر آفاقی اور انفسی علم الیقین کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکال سکتی۔ اور اس کا حصہ صرف اثر سے مؤثر کی طرف استدلال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ[1] (آیۃ الکریمۃ)	عنقریب ہم انہیں آفاق اور ان کے انفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہی حق ہے۔

دوسرے صوفیہ نے سیر آفاقی کو علم الیقین سے خیال کیا ہے، اور عین الیقین اور حق الیقین کو سیر انفسی میں ثابت کیا ہے۔ اور انفس سے باہر کسی سیر کا ذکر نہیں کیا۔

تا ایشاں خندند من چہ کنم یا رب[2]

(میر محمد نعمان صاحب) یہ جان لیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ خود بندے سے بھی بندے کے زیادہ نزدیک ہے۔ پس بندے سے حق جل و علا تک جانب اقربیت میں ایک اور سیر درکار ہے۔ کہ وصول اس سیر کے طے کرنے کے

---

[1] پارہ الیہ یرد، سورۃ حم سجدہ۔

[2] یارب وہ تو اس طرح ہیں۔ لیکن میں تو اس طرح بھی نہیں۔

ساتھ وابستہ ہے۔ یہ تیسری سیر بھی فی الحقیقت علم الیقین کو ثابت کرتی ہے۔ یہ اگرچہ دائرہ ظلیت سے باہر ہے۔ تاہم شائبہ ظلیت سے پاک اور مبرا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسماء و صفات واجب جل سلطانہٗ فی الحقیقت حضرت ذات تعالیٰ و تقدست کے ظلال ہیں۔ اور جس جگہ بھی ظلیت کی علامت ہو وہ آفاق و آیات میں داخل ہے۔

پس انہوں نے علم الیقین کی تین سیروں میں سے صرف ایک سیر کو علم الیقین کے ساتھ خاص کیا ہے اور اس کی سیر دوم کو عین الیقین اور حق الیقین کا حاصل کرنے والا قرار دیا ہے۔ اور تیسری سیر کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ تاکہ علم الیقین کا دائرہ مکمل ہو۔ عین الیقین اور حق الیقین ابھی در پیش ہیں۔

قیاس کن ز گلستان من بہار[1]

(اور یہ فقیر) عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق کیا عرض کرے۔ اور کچھ عرض کرے بھی تو اُسے کون سمجھے گا۔ اور کون پائے گا اور کیا پائے گا۔ یہ معارف دائرۂ ولایت سے خارج ہیں۔ ارباب ولایت علماء ظواہر کی طرح ان کے ادراک سے عاجز ہیں۔ اور ان کے حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ علوم انوارِ نبوت علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے سینہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جو دوسرے ہزار کے آغاز کے بعد تجدید اور وراثت کے طور تازہ ہوئے۔ اور پوری تازگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان علوم و معارف والا اس ہزار سال کا مجدد ہے۔ جیسا کہ اس کے علوم و معارف میں جو ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے۔ اور جو احوال و مواجید، تجلیات، اور ظہورات سے متعلق ہیں، دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور صاحب نظر لوگ جانتے ہیں کہ یہ معارف اور علوم علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے ورا ہیں۔ بلکہ ان کے علوم ان علوم کی نسبت چھلکا ہیں۔ اور وہ معارف اس چھلکے کا مغز ہیں۔ اور اللہ سبحانہٗ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گزرا ہے۔ لیکن سو سال کا مجدد اور ہے۔ اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے۔ ان دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے۔ کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے اس کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس وقت کے قطب اور اوتاد ہوں۔ اور ابدال و نجباء ہوں۔

خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را[2]

[1] میرے باغ سے میری بہار کا اندازہ کرو

[2] مصلحتِ عام کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو خاص کرتا ہے۔